فضیلت پارٹی کے انتخابات

حافظ محمد ادریس

کسی ملک کی تحریک اسلامی کے داخلی انتخابات کبھی اخبارات کا موضوع نہیں بنتے۔ ترکی میں بھی اس سے پہلے رفاہ پارٹی کے اپنے انتخابات میں نہ کوئی امیدوار ہوتا تھا' نہ کوئی مدمقابل حریف' کوئی انتخابی گھما گھمی نہ ہوتی تھی' نتائج کا اعلان ہو جاتا تھا۔ لیکن اس دفعہ صورت حال مختلف تھی۔ سیاسی قانون کے مطابق نئی پارٹی کے لیے تین سال کے اندر انتخابات کروانا لازمی تھا۔ رفاہ پارٹی پر پابندی کے ساتھ ساتھ اس کے نمایاں لیڈر نجم الدین اربکان اور طیب اردوگان پر بھی پابندی لگائی گئی تھی۔ نئی پارٹی فضیلت پارٹی بنائی گئی۔ اس نے قومی انتخابات میں حصہ لیا اور ۱۱۰ نشستیں حاصل کیں۔ آج مخلوط حکومت کی حقیقی اپوزیشن پارٹی یہی ہے۔ اس پارٹی کے اپنے انتخابات نہ صرف ملکی بلکہ عالمی ذرائع ابلاغ کی توجہ کا بھی مرکز تھے۔ انتخابی اجلاس کی رپورٹنگ کے لیے ۳۹۷ نمایندوں میں سے ۶۳ غیر ملکی تھے۔ انتخابات میں صدر کے علاوہ ۵۰ اراکین جنرل کونسل اور ۱۱ مجلس عاملہ کے اراکین کا انتخاب بھی ہوا تھا۔ قانون کے مطابق ان انتخابات میں مندوبین کھلے اجلاس میں عہدیداروں کو منتخب کرنے کے مکلف ہیں۔ تحریک اسلامی کے وابستگان کے لیے بھی یہ ایک نیا تجربہ تھا۔ انتخابی کش مکش کے کیا اثرات بعد میں کارکردگی پر پڑ سکتے ہیں؟ جن دوسرے ممالک میں سرکاری الیکشن کمیشن پارٹیوں کے انتخابات لازمی قرار دے رہا ہے' کیا وہ ان کے قواعد و ضوابط بھی طے کرے گا؟

فضیلت پارٹی میں بحیثیت مجموعی فکری ہم آہنگی پائی جاتی ہے مگر ہر انسانی جماعت اور معاشرے کی طرح بعض معاملات میں اختلاف رائے بھی موجود ہے۔ پارٹی کے اندر بیشتر لوگ پروفیسر اربکان ہی کو مرجع تصور کرتے ہیں مگر بعض لوگوں کی رائے میں نوجوان قائد رجب طیب اردوگان مستقبل کے انقلابی لیڈر ہیں۔ اربکان اور اردوگان دونوں پابندی کی وجہ سے براہ راست سیاست میں حصہ نہیں لے سکتے۔

انتخابی میدان میں تین گروہ سرگرم عمل تھے:

رجائی قوطان (عمر ۷۰ سال) جو پارٹی کے صدر تھے اور سابقہ ادوار میں وزیر رہ چکے ہیں۔ وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ سیاست دان ہیں جو پیشے کے لحاظ سے ہائیڈرالک انجینیر ہیں۔ انھیں نجم الدین اربکان کی حمایت حاصل تھی۔

عبداللہ گل (عمر ۵۲ سال) ماہر اقتصادیات اور پارلیمنٹ کے رکن ہیں۔ نجم الدین اربکان کے قریبی لوگوں میں سے ہیں۔ ان کے نائب اور سابقہ حکومتوں میں وزیر رہ چکے ہیں۔ صدر رجائی قوطان کے نائب

بھی تھے مگر انتخابات سے قبل انھوں نے پارٹی کی نائب صدارت سے استعفا دے دیا تھا۔ انھیں طیب اردوگان کی تائید حاصل تھی۔

بلند ارینش' یہ تحریک کے قدیم اور ابتدائی رہنماؤں میں سے ہیں۔ ۱۹۶۹ء میں اربکان صاحب کے ساتھ ان کے قرب کی وجہ سے انھیں عموماً اربکان جونیئر کہا جاتا تھا۔ ان کا بھی طویل پارلیمانی تجربہ ہے۔ انتخابات سے قبل بلند ارینش نے اپنا ارادہ بدل لیا اور صدارت کا انتخاب لڑنے کے بجائے عبداللہ گل کی حمایت کا اعلان کیا اور ان کے گروپ میں شامل ہو گئے۔ یوں یہ دو گروپ مل کر خاصے مضبوط ہو گئے۔

قانون کے مطابق ترک پارلیمنٹ کی نشستوں سے دگنے افراد انتخاب میں اپنا ووٹ ڈالتے ہیں۔ ہر حلقے سے دو مندوب چنے جاتے ہیں۔ پارلیمنٹ کی ۶۱۸ نشستیں ہیں۔ اس طرح ۱۲۳۶ مندوبین انتخابی ہال میں موجود تھے۔ انتخاب میں ووٹ دینے کا حق تو مندوبین کو حاصل تھا مگر ۱۴ مئی ۲۰۰۰ء کو انقرہ کے سپورٹس اسٹیڈیم میں انتخابی جلسہ ہوا جس میں بہت بڑی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔

عمومی فضا عبداللہ گل کے حق میں تھی۔ میڈیا کے اکثر نمایندگان بھی ان کے طرف دار تھے' مگر مندوبین کے علاوہ ہال کے اندر اور باہر پارٹی کے ۲۵ سے ۳۰ ہزار کارکنان بھی موجود تھے جن کا جوش و خروش دیدنی تھا۔ پوری دنیا کی نظریں پارٹی کے انتخابات پر لگی ہوئی تھیں۔ حاضرین میں سے بیشتر کے ہاتھوں میں عبداللہ گل کی بڑی بڑی تصاویر اور کتبے تھے۔ انتخاب سے قبل حاضرین کے درمیان نعروں کا بھی خوب مقابلہ ہوا۔ نعروں میں گل کے حامیوں کا پلہ بھاری تھا۔ انھوں نے صبح سویرے ہی سے سٹیج کے قریب ڈیرے ڈال رکھے تھے۔

رجائی قوطان اور عبداللہ گل نے الیکشن کے انعقاد سے پہلے تقاریر کیں۔ رجائی کی تقریر میں ٹھہراؤ اور سکون تھا جب کہ گل کی تقریر جوش خطابت کا نمونہ تھی۔ پارٹی اور ملک کو کس انداز میں چلایا جائے گا' دونوں لیڈروں نے اپنا نقطۂ نظر پیش کیا مگر محتاط الفاظ میں دونوں نے نام لیے بغیر اربکان کا احترام اور ان کی طے کردہ پالیسیوں کو جاری رکھنے کے عزم کا اظہار کیا۔

عبداللہ گل ایک پُرکشش شخصیت کا حامل سیاسی لیڈر ہے جس کی سیاسی زندگی میں کامیابیوں کی ایک طویل فہرست ہے۔ وہ پُرکشش شخصیت کا حامل لیڈر ہونے کے علاوہ شعلہ نوا خطیب بھی ہے۔ اس نے درپیش مسائل کے لیے ایک متحرک اور جاذب نظر قیادت کی ضرورت پر زور دیا۔ عربی اور انگریزی پریس کی رپورٹوں کے مطابق اس کی تقریر کے دوران بہت پُرجوش نعرے لگتے رہے۔ بلند ارینش کے عبداللہ گل کے ساتھ اتحاد اور عوامی جوش و خروش کو دیکھ کر بہت سے مبصرین یہ خیال کر رہے تھے کہ نوجوان قیادت میدان مار لے گی۔

انتخابات کے دوران ایک واقعہ نے پورے مجمع کو مسحور کر دیا۔ اربکان ایسے کسی اجتماع میں شرکت نہیں کر سکتے تھے۔ اس موقع پر بظاہر غائب تھے مگر فی الحقیقت لوگوں کے دلوں میں موجود تھے۔ کانفرنس کی کارروائی میں بیس منٹ کا وقفہ کیا گیا۔ اس دوران اسکرین پر اربکان کی تصویر اور پیغام نمودار ہوا۔ یہ لمحات یادگار تھے۔ ہزاروں کا مجمع کھڑا ہو گیا اور پورا ماحول "مجاہد اربکان، مجاہد اربکان" کے نعروں سے گونج اٹھا۔ بیس منٹ تک یہ نعرے گونجتے رہے۔ فرط جذبات سے لوگوں کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ اربکان نے اپنے مختصر پیغام میں سب کو سلام اور نیک تمناؤں کا پیغام دیا اور قافلے کے بخیریت منزل تک سفر کی دعا کی۔ پارٹی کے مخالف صحافیوں کا بے ساختہ (اور غالباً درست) تبصرہ تھا: "اربکان کامیاب ہو گیا ہے، یہ تو اربکان ہی کا شو تھا..."۔

مندوبین نے تقاریر سننے کے بعد ووٹ ڈالے۔ جب نتائج مرتب ہو رہے تھے، اس وقت ہال میں سناٹا تھا۔ نتائج کا اعلان ہوا تو اتنے بڑے مجمع نے اپنے منظم اور سیاسی لحاظ سے بالغ نظر ہونے کا ثبوت دیا، نہ کوئی ہنگامہ، نہ مخالفانہ فقرے بازی! نتائج کے مطابق رجائی قوطان اور ان کے گروپ کے جنرل کونسل کے پچاس ارکان اور ایگزیکٹو کمیٹی کے ۱۱ عہدہ داران اکثریت سے کامیاب ہو گئے تھے۔ ان کو ۶۳۳ ووٹ ملے اور عبداللہ گل اور ان کے ساتھیوں کو ۵۲۱ جب کہ ۴۸ ووٹ مسترد اور ۳۴ غیر حاضر قرار پائے۔ کامیاب پینل نے ۵۰ فی صد سے زائد ووٹ حاصل کر لیے تھے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو دوسرا راؤنڈ ہوتا۔

عبداللہ گل اور ان کے ساتھیوں کو اتنی بڑی پذیرائی ملنا معمولی بات نہ تھی مگر نتائج کے بعد عبداللہ گل نے اپنی تقریر میں رجائی قوطان کو اپنا لیڈر تسلیم کیا اور خود کو ان کا سپاہی اور کارکن قرار دے کر ہر حکم کی تعمیل کا عزم ظاہر کیا۔ رجائی قوطان نے بھی مدبرانہ تقریر کی اور پارٹی کے تمام عناصر کو ایک ساتھ منزل تک لے جانے کا اعلان کیا۔

اس کانفرنس کی صدارت اور انتخابات کی نگرانی پارٹی کے اہم رہنما اور ممبر پارلیمنٹ یاسین الپیولو نے کی۔ انتخابی نتائج کے بعد تمام لوگوں نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ انھوں نے یہ اعلان بھی کیا کہ جو شخص کوئی بات کرنا چاہے اس کے لیے پورا موقع ہے، مگر دونوں لیڈروں کی اختتامی تقاریر پر ہی یہ اہم کانفرنس اختتام پذیر ہوئی اور سب لوگ نئے جذبہ عمل اور اطمینان قلب کے ساتھ ہال سے رخصت ہو گئے۔

نومنتخب صدر رجائی قوطان نے ایک تازہ انٹرویو میں مخالفانہ ابلاغی پراپیگنڈے پر معذرت خواہانہ موقف اپنانے کے بجائے کھل کر کہا ہے کہ ترکی کے گھمبیر مسائل کو فضیلت پارٹی کی حکومت کے برسراقتدار آئے بغیر حل نہیں کیا جا سکتا۔ اسرائیل اور مشرق وسطی کے حوالے سے ایک سوال پر بھی انھوں نے ترکی کی تمام سیکولر جماعتوں اور میڈیا کے دباؤ اور اسرائیل کے بے پناہ اثرات اور تسلط کے باوجود پوری جرأت کے

ساتھ کہا کہ اسرائیل نے علاقے میں جارحیت کی پالیسی اختیار کر کے فضا مکدر کر رکھی ہے۔ کسی بھی غاصب کی حمایت بنیادی انسانی اخلاق و اقدار کی نفی ہے۔

اس انتخاب کے بعد فضیلت پارٹی ترکی کے ہر فرد کی توجہ کا مرکز بن گئی ہے۔ ساڑھے چھ کروڑ آبادی کا یہ ملک، جس کا شاندار ماضی تاریخ میں جگمگا رہا ہے، ملت اسلامیہ کے لیے روشن مستقبل کا ان شاء اللہ نقیب ثابت ہو گا۔ ساری دنیا میں تحریک اسلامی اس سرزمین پر سب سے زیادہ مضبوط، منظم اور مقبول ہے۔ ترکی سے تازہ ہوا کے جھونکے چاردانگ عالم میں محسوس کیے جاتے رہے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ان انتخابات کے اثرات فضیلت پارٹی کے آیندہ منصوبوں اور کارکردگی پر کیا پڑتے ہیں۔ ہر طرح کے تبصرے کیے جا رہے ہیں۔ ایک پہلو یہ بھی میڈیا میں اچھالا گیا ہے کہ کیا دوسرے ممالک کی اسلامی تحریکیں داخلی سطح پر اسی انداز کی کھلی جمہوریت کی روایت کو آگے بڑھائیں گی؟

فہم قرآن میں اضافے کے لئے فنی کتاب "قواعدِ زبانِ قرآن" کا مطالعہ کیجئے۔

یہ کتاب متعلمین و مدرسین قرآن دونوں کے لئے نہایت مفید ہے۔

1	قواعدِ زبانِ قرآن	خلیل الرحمٰن چشتی	250 روپے
2	حدیث کی اہمیت و ضرورت	خلیل الرحمٰن چشتی	35 روپے
3	توحید اور شرک	محمد خان منہاس	15 روپے
4	رسالت	محمد خان منہاس	15 روپے
5	اسلام میں آخرت کا تصور	محمد خان منہاس	15 روپے
6	نماز	محمد خان منہاس	15 روپے
7	نصاب ہدایے حفظ	محمد خان منہاس	25 روپے

ڈاک خرچ بذمہ خریدار ہو گا۔ سات (7) کتابوں کے مکمل سیٹ کی قیمت مع ڈاک خرچ =/400 روپے ہے، کتابیں وی پی نہیں کی جائیں گی، منی آرڈر یا ڈرافٹ کا پہلے آنا لازمی ہے۔

مطبوعاتِ الفوز اکیڈمی
اسلام آباد

317, Street 16, F-10/2, Islamabad.
Tel : 051 - 251 933
Fax : 051 - 254 139

اس رسالے میں اشتہار دینے والے اداروں یا افراد سے معاملات کی کوئی ذمہ داری ماہنامہ ترجمان القرآن کی انتظامیہ کی نہیں ہے۔ (ادارہ)